مسافت سفر کا
شمار کہاں سے ہوگا

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت
Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore
K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149
H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001
Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

مسافت سفر کا مبدأ کیا ہے؟

باسمہ تعالیٰ

مسافت سفر کا مبدأ کیا ہے؟

سوالنامہ برائے سترہواں سمینار

آبادی میں اضافہ اور دیہی آبادیوں کی شہر کی طرف منتقلی کی وجہ سے شہر پھیلتے جارہے ہیں اور بعض شہر تو ایسے ہیں کہ اس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ سو کیلومیٹر سے بھی تجاوز کر گیا ہے، شریعت میں سفر کی بنیاد پر بعض سہولیں دی گئی ہیں، ان میں سے بعض سہولتیں مطلق سفر سے متعلق ہیں اور بعض کا تعلق ایک خاص مسافت کے سفر سے ہے، ان ہی سہولتوں میں نماز میں قصر اور روزہ نہ رکھنے کا حکم بھی شامل ہے، یہ مسافت علماء ہند کے مشہور نقطہ نظر کے مطابق ۴۸ میل کی ہے، اس بات پر بھی تقریباً اتفاق ہے کہ ان سہولتوں کا فائدہ عملاً شہر کی آبادی اور شہر کے متعلقات سے باہر نکلنے کے بعد ہی اٹھایا جاسکتا ہے، اس پس منظر میں یہ بات اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ:

الف - اگر ایک شخص اپنے گھر سے ۴۸ میل کا راسہ طے کرلے، لیکن ابھی وہ ہو شہر میں ہی، شہر کی حدود سے باہر نکلنے کی نوبت نہیں آئی ہو، اور اس سے آگے جانے کا ارادہ بھی نہ ہو، تو کیا اس پر مسافر کے احکام جاری ہوں گے اور وہ نماز میں قصر کرے گا؟

ب - اگر وہ ایسے مقام کا سفر کر رہا ہو، جو شہر کی انتہائی حدود سے تو ۴۸ میل کے فاصلہ پر نہیں ہو، لیکن اس کے گھر کے پاس سے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو وہ قصر کرے گا یا اتمام؟

یہ سوالات اس لیے خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں کہ حنفیہ اور بعض اور فقہاء کے نزدیک مسافر کے لیے قصر کا حکم بطور عزیمت کے ہے نہ کہ بطور رخصت کے، اور قصر واجب ہے نہ کہ محض جائز۔

جواب

(۱) اس مسئلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ جب تک اپنے شہر کے حدود سے تجاوز نہیں کرے گا اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے۔ علامہ شامی نے ''درمختار'' کے قول: " من خرج من عمارة موضع إقامته" کے تحت لکھا ہے کہ :" قال في الإمداد : يشترط مفارقتها ولو متفرقة" (**امداد میں لکھا ہے کہ عمارتوں سے جدا** ہو جانا شرط ہے اگر چہ کہ وہ عمارات متفرق ہوں)۔ (۱)

اور تاتارخانیہ میں ہے کہ:"لا يصير الشخص مسافراً بمجرد نية السفر بل يشترط معه الخروج ـ قال محمد: يقصر حين يخرج من مصره ويخلف دور المصر ـ وفي الغياثية : والمعتبر من الخروج أن يجاوز المصر و عمراناته ، وهو المختار وعليه الفتوى " (کوئی شخص محض نیت سے مسافر نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ شرط ہے کہ وہ نکل جائے، امام محمد نے کہا کہ جب شہر سے نکل جائے اور شہر کی عمارات سے دور ہو جائے تو قصر کرے، اور فتاوی غیاثیہ میں ہے کہ: نکلنے سے مراد یہ ہے کہ شہر سے اور اس کی عبارات سے تجاوز کر جائے اور یہی مختار ہے اور اسی پر فتوی ہے)۔ (۲)

اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا عمل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ : **"صليت الظهر مع النبي ﷺ بالمدينة أربعاً ، والعصر بذي الحليفة ركعتين"** (میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور عصر ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں) (۳)

---

(۱) شامی: ۵۹۹/۲ (۲) تاتارخانیہ: ۵۰۲/۱ (۳) بخاری: ۱۰۳۹، مسلم: ۶۹۰

اس سے فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ چونکہ ذوالحلیفہ مدینہ کے باہر اور مدینہ کے ختم ہو جانے کے بعد ہے، لہٰذا قصر کا حکم شہر کی آبادی سے نکل جانے کے بعد لاگو ہوگا۔

اسی طرح حضرت عمر کا عمل بھی ہے، چنانچہ حضرت جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ میں حضرت شرحبیل بن سمط کے ساتھ ایک قریہ کی طرف جو سترہ یا اٹھارہ میل پر واقع تھا نکلا، تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، میں نے پوچھا تو کہا کہ حضرت عمر کو میں نے ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں وہی کر رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۱)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کوفہ سے بصرہ کی جانب سفر کے لئے نکلے تو راستہ میں ظہر کی نماز چار رکعات پڑھی، وہاں ایک جھونپڑی تھی اس کو دیکھ کر فرمایا کہ : " **لولا هذا الخُصّ لصلینا رکعتین**" (اگر یہ جھونپڑی نہ ہوتی تو ہم دو رکعت نماز پڑھتے)۔ (۲)

مطلب یہ ہوا کہ چونکہ یہ جھونپڑی موجود ہے اس لئے ہم یہاں قصر نہیں کر سکتے، اگر یہ نہ ہوتی اور ہم شہر کی عمارات سے باہر ہو جاتے تو قصر کی اجازت ہوتی۔

الغرض یہ مسئلہ اتفاقی و اجماعی ہے کہ مسافر جب تک حدود شہر و حدود قریہ سے باہر نہیں نکل جاتا اور اس کی عمارات سے جب تک تجاوز نہیں کر جاتا اس کے لئے قصر کی گنجائش نہیں۔

(۲) اس دوسرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ دور میں شہروں کی وسعتوں میں بے پناہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اور ایک شخص جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو بعض وقت شہر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچتے ہوئے ہی مسافت سفر

---

(۱) مسلم: ۶۹۲ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۰۳، مصنف عبدالرزاق: ۲/۵۲۹

طے ہو جاتی ہے، تو ایسے حالات میں مسافت سفر کا نقطہ آغاز کس کو مانا جائے؟ شہر کی حدود ختم ہونے کے بعد سے یا اپنے گھر یا محلّہ سے؟

اس مسئلہ میں معاصر علماء میں بحث جاری ہے اور بعض نے اس پر فتوی دیا ہے کہ اپنے گھر یا اپنے محلّہ کی آبادی سے مسافت سفر کی ابتداء مانی جائے گی۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند نے بھی یہی لکھا ہے، آپ نے ایک فتوے میں اولاً وہ فقہی عبارات نقل کی ہیں جن میں اس بارے میں اختلاف ذکر کیا گیا ہے کہ ربض شہر سے متصل قریوں سے تجاوز کر جانا قصر کے لئے لازم ہے یا نہیں؟ اور اس مسئلہ میں بعض کی رائے کا ذکر کیا ہے کہ لازم نہیں بلکہ اپنے شہر سے تجاوز کے بعد قصر کیا جا سکتا ہے، پھر فرمایا کہ:

''ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن بڑے شہروں میں میل ہا میل تک مسلسل محلے اور آبادیاں پھیلی ہوئی ہوں، جیسے بمبئی، کلکتہ وغیرہ ان شہروں میں جب کوئی موجودہ کیلو میٹر کے حساب سے سوا ستہتر کلومیٹر یا اس سے بھی زیادہ مسافت تک جانے کی نیت سے اپنے مقام سے چلے تو اس شہر کے تمام محلوں اور آبادیوں کے باہر جانے کے بعد بھی قصر شروع کرنے کا حکم دینا صحیح نہ ہوگا، مزاج شرع و شارع علیہ السلام کے خلاف ہوگا، بلکہ ایسے شہروں میں حکم شرع ان عبارات فقہیہ کی رو سے یہ ہوگا کہ اگر ایسے محلّہ و آبادی سے متصل اس کا فناء یا ربض ہوں تو اس فناء یا ربضہ سے باہر نکلنے کے بعد مسافر شمار ہو جائے گا۔ الخ (۱)

اور دار العلوم کورنگی سے بھی ایک فتوی مفتی شاہ محمد تفضّل علی صاحب کا لکھا ہوا، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تصدیق کے ساتھ صادر ہوا ہے، جس میں بعض فقہی عبارات سے اور بعض مفتیان کرام کے فتاوی سے یہ

---

(۱) نظام الفتاوی: ۱۶۸/۲

اخذ کیا گیا ہے کہ مبدأ مسافت سفر اپنا گھر ہے، پھر ایک طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ:

’’ان باتوں کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ مسافت سفر کی تعیین کا تعلق سراسر عرف سے ہے کہ عرف عام میں جس قدر قطع مسافت کو مسافت سفر کے بقدر سمجھا جاتا ہو اسی مسافت کو احکام سفر لاگو ہونے کے واسطے شرعاً کافی ومعتبر سمجھا جاتا ہے، اس لئے اس کی ابتداء وانتہاء کی تعیین بھی لوگوں کے عرف کے ذریعہ ہوگی، لہٰذا عرف عام میں لوگ جس مقام سے مسافتِ سفر کی ابتداء سمجھتے ہیں وہی مبدأ مسافتِ سفر ہونا چاہئے اور جس مقام کو اس کی انتہاء سمجھتے ہیں وہ مقام منتہاء مسافت سفر شمار ہونا چاہئے‘‘۔

اس فتوے پر حضرت مولانا تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ ’’مبدأ مسافت سفر کے بارے میں بندہ کو ابھی تک تردد ہے‘‘۔

میں کہتا ہوں کہ فقہاء کی عبارات سے بظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ جہاں سے قصر کے احکام لاگو ہوتے ہیں وہیں سے مسافت سفر کا بھی اعتبار کیا جائے گا، اس کی مختلف وجوہات ہیں:

(۱) اگر ان دونوں میں کوئی فرق ہوتا تو فقہاء اس کو ضرور بیان کرتے؛ کیونکہ یہ اہم مسائل میں سے ہے، جو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا، اس کے باوجود فقہاء کا اس کو بیان نہ کرنا اور قصر کی ابتداء کہاں سے ہوگی اس کو بیان کرنا اس بات کی طرف غمازی کرتا ہے کہ قصر کی ابتداء ومسافت سفر کی ابتداء دونوں کا نقطہ ایک ہے۔

(۲) پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ اگر مبدأ قصر ومبدأ مسافت سفر دونوں ایک نہ ہوں بلکہ بعض حضرات کے نظریہ کے موافق مسافت سفر اپنے گھر سے یا محلّہ سے شمار ہو تو فقہاء کے کلام میں تضاد پیدا ہوگا؛ کیونکہ مثلاً ایک بڑے شہر کا رہنے والا جس کے

ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا فاصلہ ساٹھ میل ہو، وہ اگر ایک سرے سے دوسرے سرے کی جانب سفر کی نیت سے چلے تو شہر کے اندر رہتے ہوئے ہی اڑتالیس میل پر اس کو قصر کرنا چاہئے، حالانکہ شہر کی حدود میں رہتے ہوئے قصر نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ فقہاء کی تصریحات شاہد ہیں۔ اب ایک طرف فقہاء یہ کہیں کہ قصر شہر اور اپنے گاؤں سے باہر نکلنے کے بعد ہی ہوگا اور دوسری جانب یہ مانا جائے کہ مسافت سفر کی ابتداء اپنے گھر سے شمار ہوگی، تو کیا یہ بات معقول ہو سکتی ہے؟ نہیں، بلکہ یہ ماننا لازم آئے گا کہ قصر حدود شہر کے اندر بھی ہو سکتا ہے بلکہ ہونا چاہئے، حالانکہ یہ بات فقہی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔

(۳) فقہاء نے ایک مسئلہ اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ: ''مسافر کا اپنے شہر سے تجاوز اسی جانب سے معتبر ہے جس جانب سے وہ نکلا ہے اگر چہ کہ اس شہر کی دوسری جانب سے وہ شہر سے تجاوز نہ کیا ہو''۔(۱)

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے کہ: " ثم يعتبر الجانب الذي منه يخرج المسافر من البلدة ، لا الجوانب بحذاء البلدة حتى أنه إذا خلف البنيان الذي خرج منه قصر الصلاة و إن كان بحذائه بنيان آخر من جانب آخر من المصر " (پھر اسی جانب کا اعتبار کیا جائے گا جس جانب سے مسافر شہر سے نکل رہا ہے نہ کہ شہر کی دوسری جوانب کا، یہاں تک کہ مسافر جب ان عمارات کو اپنے پیچھے کر دے جس سے کہ وہ نکلا ہے تو وہ نماز کو قصر کرے اگر چہ کہ اس کے مقابل شہر کی دوسری جانب عمارات ہوں)۔(۲)

اس مسئلہ میں قابل لحاظ بات یہ ہے کہ جب قصر کے لئے اسی جانب کا اعتبار ہے جس جانب سے مسافر شہر سے نکلا ہے تو لامحالہ لوگوں کی جائے خروج کے مختلف

---

(۱) درمختار مع الشامی: ۲/۶۶۰، البحر الرائق: ۲/۲۲۶ (۲) التاتارخانیۃ: ۱/۵۰۳

ہونے کی وجہ سے یہاں یہ صورت بھی متحقق ہوسکتی کہ ایک شخص شہر کے کنارے رہتا ہو اور وہ اسی جانب کسی جگہ کا سفر کرنے کے لئے نکلے تو وہ پانچ منٹ میں شہر کے باہر ہو جائے اور اس کے برخلاف ایک شخص اسی کے پڑوس میں رہتا ہو اور وہ اس کے بالمقابل دوسری جگہ کا سفر کرنے کے لئے دوسری جانب کو چلے اور شہر سے باہر ہونے تک ایک گھنٹہ یا اس سے زائد لگ جائے، مگر فقہاء نے دونوں کے لئے ایک ہی حکم بیان کیا ہے کہ وہ جب اپنے سفر کی جانب سے شہر کی حدود پار کر جائے تو قصر کرے۔ اگر ان دونوں میں فرق تھا تو اس کو بیان کرنا چاہئے تھا۔

(۴) نیز فقہاء نے لکھا ہے کہ مسافر جب واپس ہو تو اس کو شہر میں داخل ہونے کے بعد اتمام کرنا چاہئے، خواہ وہ ابھی اپنے گھر یا محلّہ تک نہ پہنچا ہو، اور شہر میں داخل ہونے سے قبل اگر چہ وہ شہر کے قریب ہو، قصر ہی کرنا چاہئے۔ (۱)

قابل غور یہ ہے کہ اگر مسافت سفر کا آغاز اپنے گھر یا اپنے محلّہ سے ہوتا تو واپسی میں بھی اس کی انتہاء گھر یا محلّہ پر ہوتی، مگر فقہاء نے واپسی کے موقعہ پر دخول شہر اور دخول عمارات شہر کا ذکر کیا ہے، اگر گھر یا محلّہ اس کا منتہی ہوتا تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اپنے گھر یا محلّہ میں آکر اتمام کیا جائے۔

ان تمام باتوں سے یہ بات آشکارا ہوتی ہے کہ فقہاء نے مسافت سفر کی ابتداء وانتہاء حدود شہر کو قرار دیا ہے، نہ کہ گھر و محلّہ کی حدود کو، لہٰذا شہر بڑا ہو یا چھوٹا ہر صورت میں مسافت سفر کی ابتداء وانتہاء حدود شہر ہی کو قرار دینا اصل ہے۔

پھر ایک بات اور بھی یہاں قابل لحاظ ہے، وہ یہ کہ فقہاء نے جب شہر سے متصل آبادیوں اور قریوں کو بھی اسی شہر میں داخل مان کر قصر کے لئے اس سے تجاوز کو شرط کہا ہے تو جو حصے و محلے پہلے سے شہر میں داخل ہیں ان کو مسافر کے حق میں کس

---

(۱) البحر الرائق: ۲/۲۳۱، الولوالجیہ: ۱/۱۳۴

بنیاد پر اس شہر سے خارج مانا جائے؟ اور شہر سے نکلنے سے پہلے ہی ”قصر فی الصلاۃ“ کا حکم دیدیا جائے؟ یہ بات نہایت ہی عجیب بھی ہے اور متضاد قسم کی بھی کہ ایک طرف ہم شہروں سے متصل دوسرے گاؤں کو بھی شہر میں داخل کریں اور دوسری جانب شہر میں داخل حصوں کو اس سے خارج کریں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی مناسب ہے کہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمہ نے جن فقہی عبارات سے استدلال کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ:

”جن بڑے شہروں میں میل ہا میل تک مسلسل محلے اور آبادیاں پھیلی ہوئی ہوں، ان میں جب کوئی سوا ستہتر کلومیٹر یا اس سے بھی زیادہ مسافت تک جانے کی نیت سے اپنے مقام سے چلے تو حکم شرع یہ ہوگا کہ اگر ایسے محلّہ وآبادی سے متصل اس کا فناء یا ربض ہوں تو اس فناء یا ربضہ سے باہر نکلنے کے بعد مسافر شمار ہو جائے گا“

یہ بات ان عبارات سے اخذ کرنا مشکل ہے، کیونکہ ان عبارات میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہے کہ اگر ایک شہر سے متصل دوسری آبادی ہو تو قصر کے لئے اس آبادی سے تجاوز کر جانا لازم ہے یا نہیں؟ اور ایک رائے بعض فقہاء کی اس میں یہ ہے کہ اس سے تجاوز لازم نہیں، اس سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ جس طرح شہر سے متصل دوسرے قریے وگاؤں سے تجاوز قصر کے لئے لازم نہیں اسی طرح بڑے شہروں کے مختلف حصے و محلے بھی قصر کے لئے الگ الگ شمار ہوں گے۔ مگر اس استدلال میں احقر کو کلام ہے:

ایک تو اس وجہ سے کہ یہ تجاوز کا شرط نہ ہونا تمام فقہاء کی رائے نہیں، بلکہ بعض کی رائے ہے، اور اگرچہ بعض نے اس کو صحیح بھی کہا ہے، تاہم اس کے خلاف دوسری رائے کی بھی متعدد حضرات نے تصحیح کی ہے۔

چنانچہ علامہ شرنبلالی نے فرمایا ہے کہ:

" إذا جاوز بيوت مقامه ولو بيوت الأخبية من الجانب الذي خرج منه ، ويشترط أن يكون قد جاوز أيضا ما اتصل به أي بمقامه من فنائه كما يشترط مجاوزة ربضه ، وهو ما حول المدينة من بيوت و مساكن ؛ فإنه في حكم المصر، و كذا القرى المتصلة بربض يشترط مجاوزتها في الصحيح "(وہ قصر کرے گا جب وہ اپنے مقام کے گھروں کی جانب سے جہاں سے وہ نکلا ہے، آگے بڑھ جائے گا، اگر چہ وہ چھپر کے مکانات ہی کیوں نہ ہوں، اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ اس کے مقام سے ملے ہوئے فناء سے بھی آگے بڑھ جائے جس طرح یہ شرط ہے کہ شہر کے ربض سے مراد آگے بڑھ جائے اور ربض شہر کے اطراف پھیلے ہوئے مکانات اور گھر ہیں کیونکہ یہ بھی شہر ہی کے حکم میں ہیں، اسی طرح وہ گاؤں اور دیہات جو ربض شہر سے متصل ہیں ان سے بھی آگے بڑھ جانا صحیح قول میں شرط ہے)۔ (۱)

اور علامہ شامی نے شرنبلالی کی ''الامداد'' کے حوالے سے لکھا کہ :" وأشار إلى أنه يشترط مفارقة ما كان من توابع الإقامة كربض المصر ، وهو ما حول المدينة من بيوت ومساكن ، فإنه في حكم المصر ، و كذا القرى المتصلة بالربض في الصحيح" (انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ توابع شہر جیسے ربض شہر سے الگ ہو جانا قصر کے لئے شرط ہے اور ربض شہر وہ گھر اور عمارات ہیں جو شہر کے اردگرد ہوتے ہیں، کیونکہ یہ بھی شہر کے حکم میں ہیں، اور اسی طرح صحیح قول پر وہ قریے جو ربض شہر سے ملے ہوئے ہوں، وہ بھی شہر میں داخل ہیں)۔ (۲)

اور فتاوی عالمگیری میں بھی اسی بات کو واضح الفاظ میں نقل کیا ہے کہ:

---

(۱) مراقی الفلاح: ۱۸۷ (۲) شامی: ۵۹۹/۲

"الصحيح ما ذكر أنه يعتبر مجاوزة عمران المصر لا غير ، إلا إذا كان ثمة قرية أو قرى متصلة بربض المصر ، فحينئذ تعتبر مجاوزة القرى بخلاف القرية التي تكون متصلةً بفناء المصر ؛ فإنه يقصر الصلاة وإن لم يجاوز تلك القرية ـ كذا في المحيط "۔ (صحیح وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ قصر کے لئے شہر کی آبادی سے تجاوز کر جانا معتبر ہے نہ کہ کسی اور سے، مگر یہ کہ وہاں کوئی گاؤں ہو یا کئی گاؤں ربض شہر سے ملے ہوئے ہوں، تو اس وقت ان قریوں سے بھی تجاوز کرنے کا لحاظ کیا جائے گا، برخلاف ان قریوں کے جو فناء مصر سے ملے ہوئے ہیں کہ آدمی قصر کرے گا اگر چہ اس قریہ سے آگے نہ بڑھا ہو)۔(۱)

ان سب کتب میں صحیح اس کو کہا گیا ہے کہ ربض شہر سے متصل آبادی و گاؤں شہر میں داخل ہے، اسلئے اس سے تجاوز قصر کے لئے شرط ہے۔

دوسرے اس وجہ سے کہ جمہور فقہاء نے اس قول کو اختیار نہیں کیا ہے، بلکہ تمام مکاتب فقہیہ کے علماء نے اس کے برخلاف دوسرے قول کو اختیار کیا اور شہر سے متصل گاؤں و آبادی کو شہر میں داخل مانا ہے اور اس سے تجاوز کو شرط قصر قرار دیا ہے۔ ان حضرات کے اقوال و عبارات کو ہم نے منی کے مکہ میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے سوال کے جواب میں نقل کیا ہے، اس کو دیکھ لیا جائے۔

یہاں بعض کا تذکرہ کرتا ہوں، علامہ نووی شافعی نے نقل کیا ہے کہ:

" أما إذا كانت قريتان ليس بينهما انفصال فهما كمحلتين من قرية ، فيشترط مجاوزتهما بالاتفاق ، .... وإن انفصلت إحداهما عن الأخرى فجاوز قريته جاز القصر ، سواء قربت الأخرى منها أم

---

(۱) فتاوی عالمگیری: ۱۳۹/۱

بعدت“ (جب دو قریے اس طرح ہوں کہ ان دونوں کے درمیان کوئی فصل وجدائی نہ ہوتو وہ ایک قریہ کے دو محلوں کی طرح ہیں، لہٰذا قصر کے لئے ان دونوں سے آگے بڑھ جانا بالاتفاق شرط ہے، ....اور اگر ان میں سے ایک قریہ دوسرے سے الگ ہو اور مسافر اپنے قریہ سے آگے بڑھ جائے تو اس کے لئے قصر جائز ہے، خواہ وہ دوسرا قریہ اس سے قریب ہو یا دور ہو)۔ (۱)

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے ”المغنی“ میں لکھا ہے کہ:

” وإن كان للبلد محال كل محلة منفردة عن الأخرى كبغداد ، فمتى خرج من محلته أُبيُحَ له القصرُ إذا فارق محلتَه ، وإن كان بعضها متّصلاً ببعض لم يقصر حتى فارق جميعَها ، ولو كانت قريتان متدانيتين فاتّصل بناء إحداهما بالأخرى فهما كالواحدة ، وإن لم يتّصل فلكل قرية حكم نفسها “ (اگر شہر کے کئی محلے ہوں، ہر محلّہ دوسرے سے الگ ہو جیسے بغداد تو جب مسافر اپنے محلّہ سے نکل جائے تو اس کو قصر کرنا جائز ہے اور اگر وہ محلے بعض بعض سے ملے ہوئے ہوں تو اس وقت تک قصر نہ کرے جب تک کہ تمام محلوں سے تجاوز نہ کر جائے، اور اگر دو قریے قریب قریب ہوں اس طرح کہ ایک کی عمارات دوسری سے متصل ہوں تو وہ دو قریے ایک کی طرح ہیں، اور اگر متصل نہ ہوں تو ہر ایک کا الگ مستقل حکم ہے)۔ (۲)

اور فقہ مالکی کی کتاب: ”مواہب الجلیل“ میں ہے کہ:

” ولو كانت قريتان يتّصل بناء إحداهما بالأخرى فهما في حكم القرية ، وإن كان بينهما فضاء ، فلكل واحدة حكم الاستقلال“ (اگر دو

---

(۱) شرح مھذب: ۲۸۹/۴ (۲) المغنی: ۹۷/۲

قریے قریب ہوں اس طرح کہ ایک کی عمارات دوسری سے متصل ہوں تو وہ دو قریے ایک قریہ کے حکم میں ہیں اور اگر ان دونوں میں فضاء یعنی فصل ہو تو ہر ایک کا الگ مستقل حکم ہے)۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ تقریبا تمام مکاتب فقہیہ کے علماء کا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ شہر سے متصل آبادیاں بھی شہر میں داخل ہیں اور ان سے تجاوز شرط قصر ہے۔

تیسرے اس وجہ سے کہ اگر اس آبادی سے تجاوز شرط نہ ہونے کے قول کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہر سے خارج آبادیاں اگر شہر سے متصل بھی ہو جائیں تب بھی وہ شہر میں داخل نہیں ہیں، مگر اس سے یہ اخذ کرنا کہ ''جو آبادیاں پہلے سے شہر میں شمار ہوتی ہیں وہ بھی اسی حکم میں ہیں اور ان کو بھی شہر میں داخل نہیں مانا جائے گا بلکہ شہر سے خارج قرار دیا جائے گا'' صحیح نہیں، بلکہ قیاس مع الفارق ہے۔

یہاں کسی کو علامہ ابن قدامہ کی اس عبارت سے شبہ نہ ہو جو ابھی نقل کی گئی جس میں ہے کہ: ''اگر شہر کے کئی محلے ہوں، ہر محلّہ دوسرے سے الگ ہو جیسے بغداد تو جب مسافر اپنے محلّہ سے نکل جائے تو اس کو قصر کرنا جائز ہے'' کیونکہ اسی کے بعد انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ''اگر وہ محلے بعض بعض سے ملے ہوئے ہوں تو اس وقت تک قصر نہ کرے جب تک کہ تمام محلوں سے تجاوز نہ کر جائے''، اس سے معلوم ہوا کہ محلّہ اگر الگ ہو تب اس کو شہر سے الگ مانا جائے گا ورنہ نہیں۔

الغرض احقر کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے کہ شہر بڑا ہو یا چھوٹا اس کے حدود

---

(۱) مواہب الجلیل: ۱۴۳/۲

سے نکلنے سے قبل جس طرح اس پر احکام سفر (قصر فی الصلاۃ و جواز افطار وغیرہ) لاگو نہیں ہوتے، اسی طرح مسافت سفر کا نقطہ آغاز بھی حدود شہر سے نکلنے پر ہی مانا جائے گا۔

و الله أعلم و علمه أتم و أحكم
حررہ العبد محمد شعیب اللہ خان
الجامعۃ الاسلامیۃ مسیح العلوم، بنگلور
۱۴/ذی الحجۃ/۱۴۲۸ہجری